ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ر تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۶ ر

بجائے کہ وقت نوز دیک رسیدہ بیا سے کہ بیاں بر سنا بلند تر بحکم اقتدار ہا مے شود

بدر

انڈیا بسی باہر یا نچروپیہ

قیمت فی پرچہ ۱ر

قادیان

ایڈیٹر شیر قاسم علی احمدی

نیر خبر و سالنامہ

سرپرستان - محاونین - عالم - طلباء - شتہاری -

جلد ۱۳ (۱۳) قادیان مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ نمبر (۶۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیر ہیں

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ جملہ خاندان رسالت بعافیت ہیں۔ (۳) ماہ رواں میں ۲۷ر مئی کا فاروق ان احباب کے نام بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ جن کے نام میں نے سابقہ خریداروں میں سے اپنے حسن ظن کی بنا پر درج رجسٹر کرلئے ہیں۔ ان میں سے جن احباب نے چندہ یا عطیہ ارسال فرما دیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور جن کے نام اب وی پی ارسال کروں گا۔ وہ امید ہے کہ وصول فرما کر فاروق کو شکریہ کا موقع بخشیں گے۔ بعد وصولی وی پی معلوم ہوگا۔ کہ کتنے خریدار باقی رہے ہیں۔ اس وقت سب سابقہ وحال ملا کر ۲۷۵ خریدار ہیں۔ اگر سب نے وی پی وصول کرلئے تو منجملہ پانسو مطلوبہ خریداروں کے صرف ۲۳۰ خریداروں کی ضرورت باقی رہے گی۔ جن کا پورا کرنا احمدی احباب کا کام ہے۔ ماہ رواں میں جن دوستوں نے خریدار عطا فرمائے۔ اور ساتھ ہی چندہ بھی وصول کرکے ارسال کردیا ہے۔ ان میں سے محترم خانصاحب نعمت اللہ صاحب برنچ انسپکٹر خاص قابل شکریہ ہیں۔ جنہوں نے آٹھ خریدار معہ چندہ پیشگی کے عطا فرمائے۔ اور مکرمی عبدالمجید صاحب سب انسپکٹر پشاور نے دو خریدار معہ چندہ پیشگی دیئے۔ اور مخدومی چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب امیر جماعت ملتان نے پانچ خریدار عطا فرمائے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ +

من نگویم بعد ازیں "زائل شدم"

(از قریشی محمد صادق نسیم متعلم مشن کالج پشاور)

من نگویم بعد ازیں "زائل شدم"
بارہا در محکم گرداب ہا

در تلاطم ہائے بحر بیکراں
رہنمائے خدائے بے نیاز و مہربان

از شریعت بے خبر۔ از معرفت
گشتم اندر قعر دریائے خطیر

گشتم اندر خطرۂ ایمان و جان
اندر آں گرداب احمد دست داد

احمدیت راہ حق بر من کشاد
از شرائط خاطرم تسکین یافت

(بیت)

نسیم آں حال خرابم دیدۂ
ہم بریں امروز چہ فاضل شدم

زانکہ بر حق آمدم کامل شدم
دل مشوش گشت کہ سائل شدم

سوئے گردوں دیدم و سائل شدم
مدتے در شر کہا شاغل شدم

دیر تا غافل شدم باطل شدم
شور بختم دور از ساحل شدم

المدد اے داورم ذاہل شدم
بخت یاور گشت و بر ساحل شدم

مفتخر گشتم بہ حق واصل شدم
نے براں عاطل شدم کامل شدم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی خبریں

پہلا ہندوستانی چیف انجنیر رائے بہادر بھگوتی پرشاد ورما سپرنٹنڈنگ انجنیر ستلج ویلی ۱۸ راپریل ۱۹۲۷ء سے سررشتہ انہار پنجاب کے چیف انجنیر مقرر ہوئے۔ یہ پہلے ہندوستانی ہیں۔ کہ جن کو اس منصب اعلیٰ پر ترقی ملی ہے ٭

گرفتاری ایک شخص نے راولپنڈی میں اپنے آپ کو احمد آباد دہلی کا مالک ظاہر کیا۔ اور سناتن دھرم سکول کو ایک لاکھ روپے کی امداد کا وعدہ دیا۔ منتظمین نے سو روپے کی مٹھائی سکول کے طالبعلموں میں تقسیم کردی۔ اور اس کے اعزاز میں اسکول بند کردیا۔ بعد میں جب اس نے ایک شخص سے دوسو روپے قرض لینا چاہا۔ تو اس کا راز کھل گیا۔ اور پولیس نے دفعہ ۴۲۰ کے تحت اس کو گرفتار کرلیا۔

اسلام بڑا کشادہ اور رواداری مذہب ہے پروفیسر ایچ۔ سی کمار نے کہا کہ بعض لوگ مذہب اسلام کو تنگدلی اور متعصب خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کا خیال غلط ہے۔ اگر آپ قرآن شریف کا مطالعہ کریں۔ تو اس میں آپ کو ایسی کشادہ دلی اور رواداری کا ثبوت ملے گا۔ جو دیگر مذاہب میں نہیں مل سکتا۔

شاہ افغانستان کی شاہانہ فیاضی جرمنی کے دارالسلطنت شہر برلن کے ایک ہسپتال میں عمل جراحی سے غسل صحت فرماکر اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خاں نے شاہانہ فیاضی کا بیمثیل دریا بہادیا۔ ایک تو اس ہسپتال کے لئے آلہ گرانقدر روشنی جو عمل جراحی کے وقت کام آتا ہے۔ مول لے کر دیا۔ دوسرے دس سال کے لئے اس ہسپتال کے متعدد مریضوں کے رہنے اور کھانے پینے کے خرچ اپنی جیب سے ادا کردیا۔ بعد میں ہسپتال کے تمام ملازمین حتیٰ باورچیوں تک کو جنہوں نے دوران علالت میں کسی قسم کی بھی اعلیٰ حضرت کی خدمت کی گراں قدر انعامات عطا کئے۔ قلیل انعام بھی بیس پونڈ سے کم نہ تھا ٭

حضور نظام کو ہز میجسٹی کا لقب دیا جائے احاطہ بمبئی کے ضلع دہارواڑ کے ایک قصبہ کے باشندوں نے عظیم جلسہ کرکے گورنمنٹ آف انڈیا کو رائے دی ہے۔ کہ ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام دکن کو ہز میجسٹی کا لقب سفارش کرکے بادشاہ سلامت سے دلوانا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اپنے کارناموں اور وسعت سلطنت کے لحاظ سے اس لقب کے ہر طرح سے مستحق اور اہل ہیں ٭

آفتاب ثانی پیرس میں روشنی کا ایک ارب چالیس کروڑ بتیوں کی طاقت کا ایک لیمپ تیار ہوا ہے۔ یہ ایک بٹن کے دبانے سے ایک سیکنڈ میں روشن ہوجاتا ہے یہ اتنا روشن ہے۔ کہ ایفل ٹاور سے صدہا میل دور ہوتے ہوئے بھی صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس لیمپ کے مرکز میں حرارت کا درجہ ۶۵ ہزار سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ اور آفتاب کی سطح پر بھی حرارت کا درجہ ۶۵ ہزار سینٹی گریڈ ہے۔ گویا یہ لیمپ آفتاب ثانی ہے ٭

ڈپٹی کلکٹر پر خیانت مجرمانہ کے مقدمے پنشن پرشاد نیواری ڈپٹی کلکٹر و مہتمم خزانہ بریلی گرفتار کرلئے گئے ملزم پر سپاہیوں کی پنشن کے سلسلہ میں مجرمانہ سازش خیانت مجرمانہ اور فریب دہی کے الزامات لگائے ہیں۔ ملزم کے ہمراہ سورج پرشاد گرٹری سوجرز بارڈ۔ سوہن لال پنشنر کلرک اور بین بہاری خزانچی بھی گرفتار کئے گئے ٭

صوبجات متوسط میں چیف کورٹ ناگپور میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ صوبجات متوسط سی پی کے لئے چیف کورٹ قایم کرنے کی منظوری ہوگئی۔ عنقریب جوڈیشل کمشنری کی جگہ عدالت چیف کورٹ قائم ہوجائیگی۔

انگریز ہندوستانیوں کے ہمدرد نہیں انگلستان کے اخبار جان آولندی دبکلی میں امریکن یونیورسٹی کے ایک امریکن پروفیسر مسٹر سی۔ ایم۔ ایل نے اپنا یہ مضمون شائع کرایا ہے۔ میں ہندوستان کی ایک ماہ تک سیر و سیاحت کرکے ابھی واپس آیا ہوں۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ہندوستان میں رہنے والے انگریز ہندوستانیوں سے کوئی ہمدردی نہیں کرتے۔ کسی انگریز کے یہاں دعوت کے جلسہ میں کسی ہندوستانی جنٹلمین کا نظر آنا بے حد نایاب ہے۔ اور کسی ہندوستانی کے یہاں جلسۂ ضیافت میں انگریز کا ملنا اس سے بھی زیادہ کمیاب۔ اسکے عوض میں اینگلو انڈین کا زیادہ تر شغل یہی ہے۔ کہ وہ جنگلی درندوں کے شکار میں لگے رہتے ہیں ٭

افغان یونیورسٹی شہریار افغانستان کا ارادہ ہے۔ کہ افغانستان میں ایک یونیورسٹی مصر کی یونیورسٹی کے نمونہ پر قائم کی جائے۔ اس مجوزہ یونیورسٹی کے قائم کرنے کے لئے مصر سے ماہرین تعلیمات بلائے جائیں گے۔ نصاب تعلیم میں صنعت و حرفت اور دستکاری بھی داخل ہوگی۔ اگر اعلیٰ حضرت نے ان الرفیع المنزلت تجاویز کو عملی جامہ پہنایا۔ تو وہ دن دور نہیں جبکہ افغانستان باقی مہذب دنیا کی صف میں کھڑے ہونے کا جائز دعویٰ کرے ٭

درخواست دعا: ۔ مولوی امام بخش صاحب احمدی مدرس ضلع ڈیرہ غازیخاں کے لڑکے غلام حسین صاحب متعلم جماعت پنجم کو دیوانہ کتے نے کاٹ لیا ہے۔ انکی درخواست ہے۔ کہ جملہ ناظرین فاروق محض حسبۃ للہ اس بچہ کی صحت کامل کیلئے درد دل سے دعا فرماویں۔ خدا تعالےٰ ان کو بڑا اجر بخشیگا۔ مولوی صاحب کو اپنا بچہ کما حقہ اغم ہے اور احمدی احباب اگر دل سے دعا کرینگے۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۲۸ء

احمدی مشن

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ایمان کس کو کہتے ہیں؟

ذرا غور کر کے اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں۔ اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ بفضلہ تعالیٰ تھوڑا سا فکر کر کے اس بات کو جلد سمجھ جائیں گے۔ کہ ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے۔ کہ جب بعض گوشے یعنے بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں۔ اور نظر دقیق سے سوچکر اور قرائن مرجحہ کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ تجلی کھل جائے۔ قبول کر لیا جائے۔ یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاء کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر سعید آدمی جو خدا تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ ان نشانوں سے پہلے اپنی فراست صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں۔ اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور بیقدر ہیں۔ بلکہ قرآن کریم باواز بلند بیان فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ یا تو بکبر سکر ہوتے ہیں۔ اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہ شخص کذاب اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہہ موجب ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان دکھلانے میں عمداً تاخیر اور توقف ڈالتا ہے۔ اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکار میں ترقی پر ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں کو پختہ کر لیتے ہیں۔ اور دعویٰ سے کہنے لگتے ہیں۔ کہ درحقیقت یہ شخص کذاب ہے۔ مفتری ہے۔ مکار ہے۔ دروغگو ہے۔ جھوٹا ہے۔ اور منجانب اللہ نہیں پس جب وہ شدت سے اپنی رائے کو قائم کر چکتے ہیں۔ اور تقریروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور مجلسوں میں بیٹھ کر اور منبروں پر چڑھ کر اپنی مستقل رائے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ کہ درحقیقت یہ شخص کذاب ہے۔ تب اس وقت عنایت الٰہی توجہ فرماتی ہے۔ کہ اپنے عاجز بندے کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے۔ سو اس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو پہلے مان چکے تھے۔ اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے۔ یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا۔ لیکن وہ بدنصیب گروہ جو مخالفانہ راؤں کو ظاہر کر چکے تھے۔ وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اسکو قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ تو اپنی رائیں علی رؤس الاشہاد شائع کر چکے۔ اشتہار دے چکے۔ مُہریں لگا چکے کہ یہ شخص درحقیقت کذاب ہے۔ اس لئے اب اپنی مشہور کردہ رائے مخالف اقرار کرنا انکے لئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے انکی ناک کٹتی ہے۔ اور ہزاروں لوگوں میں انکی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے تھے۔ کہ یہ شخص ضرور کاذب ہے۔ ضرور کاذب ہے۔ اور قسمیں کھاتے اور اپنی عقل اور علمیت جتلاتے تھے۔ اور اب اسی کی تائید کرتے ہیں۔

اور میں پہلے اس سے بیان کر چکا ہوں۔ کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے۔ کہ ایمان لانے والا چند قرائن صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ ہنوز مخفی ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے۔ کہ یومنون بالغیب یعنے ایسی بات کو مان لیتے ہیں۔ کہ وہ ہنوز در پردہ غیب ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لیا۔ اور کسی نے نشان نہ مانگا۔ اور کوئی ثبوت طلب نہ کیا۔ اور گو بعد اس کے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے اور معجزات ظاہر ہوئے۔ لیکن صحابہ کرامؓ ایمان لانے میں معجزات کے محتاج نہیں ہوئے۔ اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان موقوف رکھتے۔ تو ایک ذرا بزرگی ان کی ثابت نہ ہوتی۔ اور عوام میں سے شمار کئے جاتے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے۔ کیونکہ جن جن لوگوں نے نشان مانگا۔ خدا تعالیٰ نے ان پر عتاب ظاہر کیا۔ اور درحقیقت ان کا انجام اچھا نہ ہوا۔ اور اکثر وہ بے ایمانی کی حالت میں ہی مرے۔ غرض خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نشان مانگنا کسی قوم کے لئے مبارک نہیں ہوا۔ اور جس نے نشان مانگا۔ وہی تباہ ہوا۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی نشان دیا نہیں جائیگا۔

صدقہ جاریہ

تین چیزیں ہیں جو انسانی اعمال کو موت کے بعد بھی منقطع ہونے سے بچاتی ہیں۔ صدقہ جاریہ۔ ایسا علم جس سے خلق خدا کو نفع پہونچے۔ صالح اولاد۔ جو وفات کے بعد والدین کیلئے دعا کرے۔

ریزرو فنڈ: (۲۵ لاکھ روپیہ کے مستقل سرمایہ کی تحریک) بہترین صدقہ جاریہ ہے جس کی آمد سے حفاظت و اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ الحق کا کام ایک سچے درد مند اسلام دل۔ بہترین دماغ اور امین ہاتھوں کی زیر نگرانی و زیر ہدایات ہمیشہ ہمیش ہوتا رہے گا۔

حاجتمند۔ جلدی کرو حصہ وافر لو۔ ابھی وقت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

غیر مبائعین سے بعض مطالبات

(از مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل)

مطالبہ نمبر ۱۶ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کے ساتھ صاف طور پر ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں تین مرتبہ نہیں۔ بلکہ چار دفعہ "نبی اللہ" کا لفظ فرمایا ہے۔ کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور اس بات کو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سردار انبیاءؐ نے نبی اللہ رکھا ہے" نزول المسیح ص۳۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ حضورؐ کے لئے جو بات سرور کونین نے تیرہ سو سال پہلے فرمادی اور مدعی نے بھی اس کی تصدیق کر دی انکار کرتے ہیں؟

مطالبہ نمبر ۱۷ اسی پر بس نہیں۔ کہ صرف مسیح موعودؑ کے لئے یہ پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ بلکہ جب وہ مبعوث ہوا۔ تو خدا نے بھی اس کا نام مطابق پیشگوئی نبی ہی رکھا۔ جیسا کہ آپؑ اپنے آخری خط مندرجہ اخبار عام میں فرماتے ہیں "اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں" حضرتؑ تو فرماتے ہیں۔ کہ جب خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے ہم مشرب خدا کے حکم اور اسکے فرمودہ سے دن دہاڑے انکار کرتے ہیں۔ کیا یہ وجہ نہیں فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم؟

مطالبہ نمبر ۱۸ جب خداؑ نے بھی آپؑ کا نام نبی رکھا۔ اور اس کے رسولؐ نے بھی پہلے سے پیشگوئی کر دی تھی۔ کہ آنیوالا موعود نبی اللہ ہوگا۔ باوجود ان امور کی موجودگی کے ایک احمدی سے کسی نے سوال کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں جس کا جواب اس نے نفی میں دیا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ کو علم ہوا۔ جس پر آپؑ نے مندرجہ ذیل عبارت ایک غلطی کے ازالہ میں رقم فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"چند روز ہوئے۔ کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں حق یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں"

حضرت اقدسؑ نے سوال اور جواب دونوں کو کھولکر بیان فرمادیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ حضرتؑ مدعی نبوت ہیں۔ جواب یہ دیا گیا۔ کہ نہیں حضرت صاحبؑ جواب کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور معترض نے جو کچھ کہا اُسے صحیح تسلیم کرتے۔ اور اس کی تائید فرماتے ہیں۔ کہ ایسے الفاظ جن میں دعویٰ نبوت ہے۔ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ اور ہیں بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے۔ اب اگر کوئی مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے ساتھیوں پر یہ اعتراض کرے۔ تو آپ کیا جواب دینگے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ والا یا ایک صاحب والا اور یہ ظاہر ہے۔ کہ آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کے جواب کو پس پشت ڈالکر ایک صاحب والا جواب دیا ہے۔ اسلئے ایک احمدی ضرور یہ کہے گا کہ ؎

ایماں کی بُو نہیں تیرے ایسے جواب میں۔

مطالبہ نمبر ۱۹ اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بلحاظ زمانہ کے کئے جائیں جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ آخری نبی میں کئے ہیں۔ تو اس سے دو محال باتیں لازم آتی ہیں۔ اور جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوتا ہے۔ اسلئے مولوی محمد علی صاحب کے معنی درست نہیں ٹھیرتے۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ خاتم النبیین کا لفظ مقام مدح میں وارد ہوا ہے۔ اور کسی کا آخری ہونا بلحاظ زمانہ کے کوئی فضیلت عقلاً نہیں رکھتا۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح موعودؑ کے صحابہ آنحضرتؐ کے صحابہؓ سے افضل ہیں بحیثیت مجموعی۔ کیونکہ آپؑ نے یہ تو فرمادیا ہے۔ کہ ۵ صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا۔ اور اس بات کو آپ بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے جو کلام کہ مقتضاء حال کے موافق نہ ہو۔ وہ بلیغ نہیں۔ اور یہ بات شان خداوندی کی طرف منسوب کرنا محال ہے۔ لہذا آپ کا مفہوم بھی باطل دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کی شان میں فرماتے ہیں "ھو خیر کل مقرب متقدم والمفضل بالخیرات لا بزمان۔ اقصائد احمدیہ)

آپ یعنے آنحضرتؐ ہر مقرب متقدم سے بہتر ہیں اور فضیلت نیک کاموں سے وابستہ ہے۔ نہ زمانہ سے۔ اب اگر ہم فضیلت کو جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کا خیال ہے۔ زمانہ سے وابستہ کریں۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کی تکذیب لازم آئے گی۔ اور یہ امر محال۔ اسلئے ماننا پڑا۔ کہ مولوی صاحب کے معانی صحیح نہیں پیغامی حضرات بتائیں کہ کیا وجہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے جو بات بھی نکلتی ہے عقل و نقل کے مخالف پڑتی ہے؟

مطالبہ نمبر ۲۰ نبوت انعام الٰہی ہے۔ اور یہ امر مسلمہ فریقین ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امت خیر البشر اس نعمت عظمےٰ سے آپ کے نزدیک محروم ہے۔ جبکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ کیا اس امت کو محض لفظی فضیلت حاصل ہے۔ یا کہ اس کی کوئی حقیقت بھی ہے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کو افضل ٹھیرائے اور پھر اس سے ویسا سلوک نہ کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالبہ نمبر ۲۱

آنحضرت صلعم کے غلاموں میں سے اگر کوئی مقام نبوت پر سرفراز کیا جائے۔ تو آپ اسے آنحضرتؐ کی ہتک قرار دیتے ہیں۔ اگر کسی کے پیروؤں میں نبی پیدا ہونے سے اس کی ہتک ہوتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت سے سینکڑوں انبیاء ہوئے۔ اور آپ کی ہتک نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی شان بڑھی۔ اور آپ نبی ہی نہیں بلکہ ابوالانبیاء قرار دیئے گئے۔ کیا حضرت سلیمان کے نبی ہونے سے حضرت داؤدؑ کی ہتک ہو گئی؟ شاید اسی اعتقاد کے نتیجہ میں اہل پیغام کی اولادیں اپنے آباؤ کی جانشینی پسند نہیں کرتیں؟

مطالبہ نمبر ۲۲

مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۱۵ پر ایک ہیڈنگ قائم کرتے ہیں۔ کہ "مدعی نبوت کذاب ہے"! اور اس کے ذیل میں آپ لیکون فی امتی ثلثون کذابا کلھم یزعم انہ نبی اللہ لکھتے ہیں۔ اس کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں۔ "ان دونوں حدیثوں نے فیصلہ کر دیا۔ کہ نبوت کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ایک طرف اگر حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ سے مشابہت دیکر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا بھی اپنے بعد باقی رہنے کا انکار کیا ہے۔ تو دوسری طرف امت میں سے نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب کے نام سے پکارا ہے"۔ مولوی صاحب اور تمام پیغام والے بتائیں۔ کہ حضرت رسول مقبولؐ تو فرماتے ہیں۔ کہ تیس جھوٹے مدعی نبوت ہونگے۔ مگر آپ اسے مطلق قرار دیتے ہیں۔ اس تحریف کا کیا مطلب ہے۔

اگر ہر مدعی نبوت آپ کے بعد کاذب ہی نہیں بلکہ بقول مولوی محمد علی صاحب کذاب ہوتا تو یہ کیوں نہ کہا کہ جو میرے بعد دعوئی نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔

علاوہ ازیں حدیث میں سیکون کا لفظ ہے اور سین مضارع پر داخل ہو کر مستقبل قریب کے معنی ادا کرتا ہے۔ مگر مولوی صاحب کی جانے بلا کوئی شیکسپیر کا ڈرامہ نہ تھا۔ حدیث تھی۔ اس لئے شاید مولوی صاحب کی توجہ اس طرف نہ گئی ہو۔ کہ آنحضرتؐ کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ تیس مستقبل قریب ہی ہونگے۔ نہ کہ تیرہ سو سال بعد۔ چنانچہ اکمال الاکمال شرح مسلم جلد ۷ صفحہ ۲۵۸۔ مواہب قسطلانی ۲ صفحہ ۹۸ اور حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۲ ان سب میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی یہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ جن کے الفاظ یہ ہیں "ھذا الحدیث قد ظھر صدقہ لانہ لو عد من تنبأ من زمنہ صلعم الی الآن لبلغ ھذا العدد و یعرف ذالک من یطالع التواریخ۔

ترجمہ:۔ اس حدیث کی صداقت ظاہر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اگر شمار کئے جائیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت آنحضرت صلعم کے زمانہ سے تو تیس تک پہنچتے ہیں۔ اور تاریخ کے مطالعہ کرنیوالے پر یہ بات روشن ہے۔ اب پیغام بتائیں۔ کہ مولوی صاحب نے مغالطہ دینا چاہا ہے۔ یا تاریخ سے عدم واقفیت کی بنا پر لکھدیا ہے۔ پھر صورت میں جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور دوسری صورت میں کہنا پڑے گا۔ کہ یہ بات پوری ہوئی کہ اتخذوا الناس رؤسھم جھالا فرمایا کہ آخری زمانہ کی ایک یہ بھی علامت ہوگی۔ کہ لوگ جہلاء کو سردار بنالیں گے۔

اور حجج الکرامہ کے الفاظ یہ ہیں "بالجملہ آنچہ آنحضرت صلعم اخبار بوجود دجالین کذابین در امت خود فرمودہ واقعہ شد"۔

ان حالات کی موجودگی میں اگر کوئی کہے کہ مولوی صاحب نے پبلک کو دھوکہ دیا ہے۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو غلط طریق پر بیان کیا ہے تو اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

مطالبہ نمبر ۲۳

حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۵ پر فرماتے ہیں۔

"واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اسلئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک بڑی پیشگوئی ہے"!

حضرت کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے ماننے والے اور اس کی صحبت سے فیض یافتہ وجود اصحاب کہلائیں گے۔ کیونکہ لفظ اصحاب نبی کے ساتھیوں کے ساتھ مختص ہے۔ غیر نبی کے پیرو پر صحابی کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔ اور اس وجہ کو حضرت نے خود بیان فرمادیا ہے۔

اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے زعم باطل میں نبی نہ تھے۔ تو پھر آپ کے ساتھیوں کو قرآن کریم نے صحابہ میں کیوں شامل کیا!

مطالبہ نمبر ۲۴

مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۱۵ پر فرماتے ہیں۔ "اور یہ کہدینا کافی نہیں کہ یہ باعث اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے پایا ہے۔ کیونکہ جو امت میں ہوگا۔ وہ تو یہی کہے گا۔ اور تشریعی اور غیر تشریعی کا بھی کوئی فرق نہیں"!

یہ تو مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی فرماتے ہیں۔ اب حضرت اقدسؑ کا فیصلہ سنیئے۔ آپ "ریویو بر مباحثہ مابین بٹالوی و چکڑالوی" میں فرماتے ہیں۔ "ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت

لہ عنقریب ہونگے میری امت میں تیس جھوٹے ہر ایک کہے گا کہ وہ نبی اللہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ اور وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی اور نبوۃ مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔"

حضرت تو فرماتے ہیں۔ کہ نبوت شریعت والی منقطع ہے۔ مگر مولوی صاحب کے نزدیک تشریعی اور غیر تشریعی کا بھی کوئی فرق نہیں۔ "مولنا" کی ایسے معارف و حقائق دیکھ کر بلا اختیار منہ سے یہ دعا نکلتی ہے۔ کہ ؎

منظور ہے اسلام کا گر تجھ کو صفایا،
زندہ رہے یہ مولوی دنیا میں خدایا،

خدا کا علم

صفات اعلیٰ ہستی

(۶)

(از خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب پنشنر ای اے سی۔)

(سلسلہ کیلئے دیکھو فاروق نمبر اوّل صفحہ)

اگر یہ تمام ہستیاں کسی دوسری ہستی کی ہدایت دولتِ وجود سے مالا مال ہوئی ہیں۔ تو لازمی ہے۔ کہ ایسی ہستیوں کی ذات اور صفات بھی اسی اعلیٰ ہستی کے ارادہ اور مرضی کے تحت ہوں۔ جو قوتیں اور جو جذبات ایسی ہستیوں میں پائے جاویں۔ ان کا سرچشمہ وہی اعلیٰ ہستی ہو۔ کیونکہ صانع کا اثر صنعت میں لزوماً ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی ایسی ہستی نہایت متصرف نقاد۔ مؤثر اور قوی تر ہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ وہ ہستی اس قسم کا ادراک۔ علم اور زور رکھتی ہے۔ کہ دوسری ہستیوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ وہ ذات اعلیٰ ایسی خبیر اور علیم ہے۔ کہ دوسری ہستیوں میں اس کے مدرکِ کل۔ علیم اور خبیر ہونے کے ایسے نشانات پائے جاتے ہیں۔ جو کمی سے زیادہ اور مسکت ہیں۔

(۷)

یہ کہا جاتا ہے۔ کہ شاید کوئی وقت ایسا بھی ہو۔ کہ کوئی ذی علم وجود نہ تھا۔ رفتہ رفتہ ذی علم وجود وجود پذیر ہوتا گیا۔ اس صورت میں جس ایک قدیم وجود یا قدیم ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ وہ کوئی نہیں تھی۔

یہ اشارہ مادہ کی طرف ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ رفتہ رفتہ مادہ میں یہ طاقت پیدا ہوتی گئی۔ اور یہ مختلف ہستیاں وجود پذیر ہوتی گئیں۔

اس ادعا کے ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مادہ میں نہ تو کوئی ادراک اور احساس ہے۔ اور نہ کوئی علم اور خبرت۔ نہ عقل اور نہ شعور۔ مادہ ہر ایک قسم کی امتیازی صورت سے معرّا اور خالی ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جو ہستیاں ہمارے اردگرد پائی جاتی ہیں۔ وہ اکثر زندگی رکھتی ہیں۔ اور ان زندہ ہستیوں میں احساس ادراک۔ علم۔ عقل اور شعور و ارادہ بھی اپنے اپنے رنگ میں پایا جاتا ہے۔ تعجب ہے۔ کہ جو مادہ خود ان ملکات میں سے کوئی صفت اور کوئی خوبی بھی نہیں رکھتا۔ اس کی اتفاقی ترقیات یا اتفاقی اشکال یہ صفات اور یہ امتیاز رکھتی ہیں۔ جن اشیاء کی اتفاقی اور اضطراری روشیں محض بے علم بے ارادہ اور بے شعور ہوں۔ ان کے نتائج ایسے ہوں۔ اور ان سے ایک صاحب علم وجود بھی پیدا ہو جائے؟

اس عقیدہ کا مؤید خود ہی سوچ سکتا ہے۔ کہ کیا وہ خود جو کچھ عقل و ارادہ اور شعور رکھتا ہے مادہ بھی ایسا ہی رکھتا ہے؟ اور کیا یہ قیاس درست ہوگا۔ کہ ایک محض لایعقل۔ ارادہ وجود کے اتصالات اور اتفاقات سے اس قسم کی ہستی رفتہ رفتہ ہستی پذیر ہو سکتی ہے؟

یہ پوچھا جائیگا۔ کہ جب مادہ شروع سے ادراک اور علم سے بے بہرہ تھا۔ تو کیونکر اس کی ذریات اور فروعات میں یہ باتیں پیدا ہو گئیں اگر کہو کہ رفتہ رفتہ ارتقائی طریقہ سے یہ آ ہوتے گئے۔ تو پوچھا جائیگا۔ کہ ہر مرتقی ہستی انہی مادیات کے تحت ارتقا پاتی ہے۔ جو اصل میں ہوتے ہیں اشکال میں تو ممکن ہے۔ کہ کوئی فرق ہو جائے۔ لیکن قوتوں میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔ اور چونکہ مادہ نے بقول ایسے لوگوں کے رفتہ رفتہ ترقی پاکر یہ مراحل طے کر کے یہ صفات پیدا کئے ہیں۔ اس لئے کہا جائیگا۔ کہ جو ترتیب اور جو سلیقہ مخلوقات مادہ میں پایا جاتا ہے۔ وہ سراسر ایک صاحب ارادہ اور صاحب عقل و شعور کی یاد دلاتا ہے۔ حالانکہ مادہ اس سے اخیر تک بے بہرہ رہتا ہے۔

ایک طرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کوئی نیست ہست نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف یہ تسلیم کرایا جاتا ہے۔ کہ جو کیفیت ادراک اور علم و شعور مادہ میں نیست تھی۔ وہ اتفاقی مراحل طے کرنے کے بعد ہست ہو جاتی ہے۔ بقول متفقہ مادہ ادراک عقل و شعور میں نیست تھا۔ اور اس بات کے ماننے سے کہ مادہ تحت چند اتفاقات کے ان صفات کے پیدا ہونے سے یہ صورت مختلف دیگر اشکال کے مادہ کو ہست ماننا پڑے گا۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ نیست سے ہست ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا انکار کیا گیا ہے۔

(۸)

ہم صرف اپنی ذات پر ہی غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ ایک **نہایت** ہی قوی اور **نہایت** ہی صاحب ارادہ اور صاحب علم طاقت ایسی ہے۔ جو ان تمام ہستیوں اور خود ہماری ہستی کی بھی خالق اور مصور ہے۔ کیونکہ مادہ میں تو یہ قوت ہی نہیں کہ اس کی تدریجی ترقی اور امتزاج سے ایسی عقیل اور باشعور ہستیاں پیدا ہو سکیں۔ مادہ جس صفت سے خود خالی ہے۔ وہی صفت دوسری اشیاء میں پیدا نہیں کر سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۹)

جو ہستیاں ہمارے خیال میں آتی ہیں۔ وہی ایک ہستی ہے۔ جو خالق اور قادر ہے۔ اور محیط بہ کل ہے وہی اعلیٰ ہستی ہے۔ جسے اہل مذاہب خدا۔ پرمیشر ایشور۔ پرماتما اور گاڈ کہتے ہیں۔

(۱۰)

اگر کوئی انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ صرف اسی کی ہستی اس ماحول میں ایک عقیل۔ مدرک اور ذہین ہستی کے الٹ پلٹ اور تدریجی دور سے وجود پذیر ہوتی ہے۔ تو وہ ایک غلط راہ لے رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کی غلطی اور لغزش کیا ہو سکتی ہے کہ وہ صرف خود کو ہی ناطق اور صاحب عقل و شعور خیال کرتا ہے۔ اور باقی تمام کائنات کو محض معرّا اور خالی۔ اور اگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے ارد گرد پایا جاتا ہے۔ وہ اندھا دھند ہی متحرک اور ہستی پذیر ہے۔ کیونکہ مادہ کا عمل بھی اندھا دھند ہی رہا ہے۔ تو وہ ایک دوسری غلطی کر رہا ہے۔

اگر یہ بساط فی الحقیقت بے عقل و شعور مادہ ہی کی بچھائی ہوتی۔ تو شاید ایسا خیال کرنا موزوں ہوتا۔ مگر ہم تو یہ پاتے ہیں کہ یہ سارا انتظام اندھا دھند نہیں ہے۔ وہ ایک ترتیب اور سلیقہ کے ساتھ چل رہا ہے۔ جس مخلوق کو ہم بے حس اور بے شعور قرار دیتے ہیں۔ لغزش کھانے میں وہ بھی اپنے اپنے رنگ میں احساس اور شعور رکھتی ہے۔ گو اس کی نوعیت کوئی اور رنگ رکھتی ہو۔ (باقی دارد)

ایک نایاب کتاب

ایام الصلح اردو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نادر کتاب مطبوعہ بار اوّل جس پر حضرت اقدس علیہ السلام کے اپنے قلمی دستخط خاص ثبت ہیں۔ ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے۔ جو حضرت صاحب کی پہلی بار کی مطبوعہ کتاب رکھنے کے شائق ہیں۔ وہ جلد منگالیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک، دو روپے ہ منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان

عیسائی مشن

بائبل کی بے اعتباری

(از ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر)

جب خود یورپ اور امریکہ کے محققین کی تحقیقات نے ثابت کر دیا۔ کہ بائبل محرف ہو چکی۔ اور اب اس کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔ پھر نہیں معلوم ہندوستانی مسیحی کیوں پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے ابھی تک یہی لکھتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ

"مقدس کتاب کے سب صحیفے جیسے کہ ان الہامی شخصوں نے لکھ دیئے تھے۔ آجتک بلا کسی قسم کی کمی یا بیشی کے یہودیوں میں اور مسیحیوں میں نسلاً بعد نسلٍ محفوظ و مامون چلے آتے ہیں۔ ان میں کبھی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ ہر زمانہ کے اہل ایمان لوگوں نے اس کو اپنے ایمان کی کتاب اور خدائی امانت سمجھ کر اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت سے رکھا ہے۔ اور پشت در پشت اس کو ہم تک صحیح و سلامت پہنچایا ہے"

(براہین نیّرہ مصنفہ پادری حشمت اللہ صاحب)

خدا جانے ان لوگوں کی کب آنکھیں کھلیں گی۔ اور کس وقت یہ اس قسم کی خام خیالیوں سے نجات پا کر علمائے یورپ کی طرح بائبل کی بے اعتباری اور محرّف ہونیکا اعتراف کرینگے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک غلط اور بے بنیاد بات کے لئے کیوں اتنی ضد کی جا رہی ہے۔ اور کس لئے نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی دھوکہ میں رکھنے کی سعی کا کام کر رہے ہیں۔ یہاں اتنی گنجائش تو نہیں کہ اس قسم کی مغالطہ دہ تحریروں کا کشف راز کرنے کے لئے کوئی بسیط مضمون لکھا جائے۔ لیکن تاہم بطور نمونہ مشتے از خروارے ذیل میں چند ایک ایسی مثالیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو بائبل کی بے اعتباری کو آفتاب نیمروز کی طرح ثابت و ظاہر کر دینگی۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم بائبل کے محرّف ہونے پر خود بائبل ہی کی اندرونی شہادتیں پیش کریں۔ پہلے دو ایک فاضل محققوں کی تحقیق کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اسے پوری توجہ کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

مؤلفین انسائیکلوپیڈیا بیلیکا لکھتے ہیں کہ

زمانہ قدیم کے عبرانی تاریخ نویس اپنی تصانیف پر اپنا نام نہیں لکھتے تھے۔ ان کو مصنف ہونیکا خیال و گمان بھی نہ تھا جن قصے کہانیوں کو انہوں نے جمع کیا تھا۔ وہ سب کا مشترک ورثہ تھے۔ اور حوالۂ قلم ہونے کے بعد بھی بدستور انکی یہی حیثیت رہی۔ یہ تحریری نسخے بہرصورت ربّی لوگوں یعنی اہل شریعت کے قبضہ میں ہوتے تھے۔ .... پہلی کتابوں میں روایات کے بڑے ذخیرے کا صرف ایک حصّہ درج تھا۔ **بڑھانے والوں نے اور نئی نئی باتیں ایزاد کر دیں۔ لیکن** ماخذ ان کے بھی وہی تھے۔ جو اصل مصنفین کے تھے۔ **اس طرح ہر ایک نیا نسخہ تازہ ترمیم شدہ ہوتا تھا۔** .... ربیوں نے مختلف نسخوں کا باہم مقابلہ کیا۔ اور اپنی سمجھ۔ قوت فیصلہ اور ذاتی مفاد کو مدنظر رکھ کر انکے مضامین کو جمع کیا"

(انسائیکلوپیڈیا بیلیکا جلد۔ صفحہ ۲۰۴۶)

یہ اس کتاب کا ایک مختصر سا اقتباس ہے جسے بہت سے نامی محققوں نے ملکر تالیف کیا ہے۔ اور جن کی تحقیق اہل یورپ کے نزدیک بہت بڑی اہمیت اور وزن رکھتی ہے۔ پس جب ایسے ایسے نامی اور گرامی محقق صاف لفظوں میں بائبل میں الحاق و تحریف کے قائل ہوں۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوستانی کلیسیا کے ممبر کیوں ابھی تک بائبل کو غیر محرف اور تبدیلیوں سے بالا سمجھ رہے ہیں۔ یا یہی نہیں اور بھی ملاحظہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادری جے ڈبلیو ہیوپ ورتھ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ

"یہ مبالغہ آمیز افسانہ کہ ان کتابوں (بائبل صحائف) کے لکھنے والے نہ صرف کاتب روح القدس تھے۔ بلکہ روح القدس کے خود قلم تھے۔ اور ان کی کتابیں معصوم اور مقدس ہیں۔ ایسا کہنا مسیح اور حواریوں کی تعلیم کے بالکل مخالف ہے۔ یہ ایک ایسی سخت غلطی ہے۔ کہ اس سے بہت سے تاریک توہمات اور جرم پیدا ہوتے ہیں۔ جو کہ نسل انسانی کے تنزل اور بے شمار تکالیف کا موجب واقع ہوئے ہیں۔ پادریانہ ظلم و تعدی کی بے ہنگم عمارتیں جو دنیا کی قوموں کے لئے ایک لعنت کا موجب ہوئی ہیں۔ محرف و مبدل الہامی عبارتوں کی تنگ و کوتہ بنیاد پر الٹی مخروطی شکلوں میں بنائی گئی ہیں۔ ملے جلے انسانی کلام کے متعلق جس سے قدرے سبق ملتے تھے یہ فرض کر لینا کہ وہ خود از اول تا آخر کسی انسانی طاقت سے برتر ماخذ سے لئے گئے ہیں۔ ان بیہودہ تفاسیر کے طریقوں اور سلسلوں کے ایجاد کا موجب ہوا ہے۔ جنہوں نے کئی صدیوں تک دنیا کو ایک عالم جہالت میں چھپائے رکھا۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۰۳ء)

اس قسم کی اور بھی بہت سی واضح شہادتیں نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر ان ہندوستانی عیسائیوں کے لئے تو یہ بھی کافی ہیں۔ جو اپنی ناواقفی اور بے علمی کے باعث یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ بائبل خدا کا خالص کلام ہے۔ اور اس میں کہیں بھی انسانی کلام کی آمیزش نہیں پائی جاتی۔

اب ان دو زبردست شہادتوں کے بعد نمونتہً ایک مثال تحریف کی اور ایک الحاق کی خود بائبل سے پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ جویائے حقیقت احباب جان لیں کہ جس کتاب کو تغیر و تبدل سے منزہ بتایا جاتا ہے۔ اس میں دیندار مسیحیوں نے کس طرح من مانی تحریف بھی کی اور الحاق بھی۔

تحریف کی مثال

جناب پولوس نامہ کرنتھیوں ۱۵ کے باب ۱ آیت ۵ و ۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"اور (مسیح) تیسرے دن کتاب مقدس کے بموجب جی اٹھا۔ اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔" حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ جب مسیح کا بارہواں حواری یہوداہ اسکریوطی مسیح کے پکڑے جانے کے بعد فوراً ہی خودکشی کر کے مر گیا تھا۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ باقی گیارہ حواریوں کے ساتھ مسیح کو دوبارہ زندہ ہونے کے بعد دیکھتا؟ جب خود انجیلیں مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے سے قبل اس کی موت پر شہادت دے رہی ہیں۔ تو ایسی حالت میں پولوس صاحب کا یہ کہنا کسی صورت میں بھی صحیح اور درست نہیں ہو سکتا۔ کہ "اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔"

چونکہ یہ عیسائیوں کے رسول کی ایک صریح اور بین غلطی تھی۔ اس لئے اس پر پردہ ڈالنے کے لئے مسیحی کلیسیا کے "مقدسین" نے از راہ تحریف بعض نسخوں میں اسجگہ "بارہ" کی بجائے "گیارہ" کر دیا۔ تاکہ جناب پولوس ہدف طعن نہ بنیں۔ مگر جن لوگوں نے آبائی تقلید اور قومی تعصب سے الگ ہو کر بائبل کی آزادانہ تحقیق کی۔ بھلا ان سے یہ جعل کیسے چھپ سکتا تھا۔ آخر انہوں نے بھانپ ہی لیا۔ کہ اس جگہ بارہ کی بجائے گیارہ لکھنا خود مسیحی دینداروں کی کارستانی ہے۔ جیسا کہ بائبل کے مشہور مفسر ہارن صاحب نے بھی اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳۰ میں اقرار کیا ہے۔ کہ "دو درس ۵ باب ۱۵ نامہ کرنتھیوں میں لفظ بارہ کو گیارہ کے ساتھ بدل ڈالا تاکہ اس (پولوس) پر الزام جھوٹ کا نہ لگے۔"

مگر مقام حیرت ہے۔ کہ جب قدیم عیسائیوں کی یہ جعلسازی ثابت و ظاہر ہو چکی پھر بھی بعض مطبوعہ نسخوں میں بارہ کی بجائے گیارہ ہی چھپا ہوا نظر آتا ہے۔

جیسا کہ روسن کا تھولک بائبل کے صفحہ ۱۳۰ سے ظاہر ہے۔

اب جو مسیحی بائبل کو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک بتایا کرتے ہیں۔ وہ اس جعلسازی اور بناوٹ پر غور کریں۔

الحاق کی مثال

انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۵ مطبوعہ ۱۸۴۲ء میں یوں لکھا ہے کہ

"اور اسے صلیب پر کھینچ کر اس کے کپڑوں پر چٹھی ڈال کر بانٹ لئے تاکہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا۔ پورا ہو کہ انہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لئے اور میرے کرتے پر چٹھی ڈالی۔"

لیکن اگر متی کا جدید ایڈیشن کھولکر دیکھا جاوے۔ تو اس میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ملیں گے۔ کیوں؟ اسلئے کہ یہ بعد میں کسی نے اپنی طرف سے ملا دیئے تھے۔ کیونکہ اس جگہ جس نبی کے الفاظ کو مسیح پر چسپاں کیا گیا ہے۔ وہ نہ کوئی پیشگوئی ہے۔ اور نہ ہی حضرت مسیح کے لئے کہے گئے۔ بلکہ ان میں تو حضرت داؤد نے اپنی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے۔ چونکہ اس جگہ کسی نامعلوم مسیحی کا اس فقرہ کو حضرت مسیح پر چسپاں کرنا حقیقت کے خلاف تھا۔ اس لئے اعتراض سے بچنے کے لئے نئے نسخوں میں اسے حذف کر دیا گیا ہے۔

جو ثبوت ہے اس امر کا کہ بائبل میں وقتاً فوقتاً من مانی تبدیلیاں ہوتی آئی ہیں۔ کیونکہ اگر اس میں تبدیلیاں اور تغیر نہ کئے جاتے۔ تو نئے اور پرانے نسخوں میں اس طور کے کھلے کھلے جعل کبھی نظر نہ آتے۔ پس اسمیں اپنی مقصد براری کیلئے گھٹانا اور بڑھانا ثابت کرتا ہے۔ کہ بائبل محرف ہوئی اور ضرور ہوئی۔ اور ایسی حالت میں یہ کہنا یقیناً لوگوں کو مغالطہ دینا ہے کہ بائبل میں کبھی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔۔۔ اور پشت در پشت اسکو ہم تک صحیح و سلامت پہنچایا ہے۔"

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر فی الحال تفصیل میں نہ جا کر اسی کو کافی سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر کسی مسیحی دوست کو اس قسم کے مزید دلائل کی ضرورت ہو اور وہ ہمیں لکھیں تو بقدر امکان اس کی خواہش ضرور پوری کیجائیگی لیکن حق پسندوں کیلئے تو یہ بھی کافی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتباسات

گورنمنٹ کے نااہل وفادار

آجتک دنیا میں جتنے مذاہب ہوگذرے ہیں۔ یا جو اس وقت موجود ہیں۔ ان کی مقدس کتب میں رعایا کو بادشاہ وقت کی فرمانبرداری اطاعت اور وفاداری کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے بادشاہ کی تابعداری کرنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ اور اس قدرتی زرین اصول پر کاربند ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جہاں رعایا کے لئے مذہبی پیشواؤں نے احکام نافذ کئے ہیں۔ وہاں خود بادشاہ کے لئے بھی کئی پابندیاں عاید کی گئی ہیں۔ اور اس کو اپنی رعایا کے حقوق کا نگہبان مقرر کیا گیا ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ ملتا ہے۔ کہ ظالم۔ جابر اور بے رحم بادشاہ اگر ذلت کی موت مرے ہیں۔ تو خواہ مخواہ شورش کرنے والی رعایا کا بھی ایسا عبرت ناک انجام ہوا ہے۔ جس کو سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدا نے نظام دنیا قائم رکھنے کے لئے اپنے پیغمبروں۔ اوتاروں اور رشی منیوں کے توسط سے الہامی کتب اور دوسری پستکوں کے ذریعہ ایک ایسا ضابطہ بنی نوع انسان کے لئے مرتب کیا ہے۔ کہ جس پر عمل کرنے سے اس دنیا کے اندر کامل امن و امان قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ دنیا والے اس مالک حقیقی کے حکموں پر نہیں چلتے۔ اور فقط اسی لئے انواع و اقسام کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

ایک بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کی تمام جائز تکالیف کو دور کرے۔ اپنے جابر ظالم اور ریاکار اہلکاروں کو مناسب سزائیں دے۔ رعایا میں چور۔ ڈاکو۔ قاتل اور اسی قسم کے دوسرے جرائم کرنے والے افراد کو راستی اور نیکی کا سبق سکھلانے کے لئے مناسب بندوبست کرے۔ اپنی رعایا کو اپنی اولاد تصور کرے۔ اور رعایا اپنے بادشاہ کو ایک شفیق باپ سمجھتے ہوئے اس کے احکام پر چلنا اپنی سعادت خیال کرے۔ تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ دنیا میں جنگ و جدل ہوں۔ اور بے گناہ مخلوق خدا کے خون سے زمین سرخ ہو۔

مندرجہ صدر نہایت ہی مختصر اصولی بحث کو چھوڑ کر اگر ہندوستان کی موجودہ ملکی حالت پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت ملک کے اندر ایک قدرتی یا خود پیدا کیا ہوا ایسا جذبہ موجود ہے۔ جو گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان کشیدگی کا باعث ہو رہا ہے۔ لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ خود غرض اور مطلب پرست لیڈر پبلک کی ان تکالیف کو رفع کرنے کے لئے فقط سوراج کا نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ کم علم جاہل اور ان پڑھ طبقے کے افراد کو اکساتے ہیں۔ اور ہندوستانیوں کی حقیقی یا وہمی تکالیف کا علاج وہ فقط اس وقت کر سکتے ہیں۔ جس وقت ملک آزاد ہو۔ اور وہ حکومت خود اختیاری کی مسند پر متمکن ہوں۔

ہم اس وقت سوراج کے فوائد یا نقصانات پر تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ گورنمنٹ اور پبلک کو یہ بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر دونوں فریق کسی صحیح اصول اور ضابطے کے ماتحت چلیں تو پبلک کی روزانہ تکالیف معدوم ہو سکتی ہیں۔ گورنمنٹ کو آئے دن کی تنگ و دو سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ لوگ جن کو عام اصطلاح میں شورش پسند یا لیڈر کہا جاتا ہے۔ خود بخود اپنی امن شکن کارروائیوں سے باز آجائیں گے۔ جو فقط ان کو اپنا پیٹ پالنے کی خاطر دل میں لانی پڑتی ہیں۔

بات دراصل یہ ہے۔ کہ عموماً ادنے اور متوسط طبقے کے لوگوں کو جس وقت دنیاوی مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ تو وہ گھبرا جاتے ہیں۔ مقدمات میں جب کبھی ان کو نالائق اور ناواقف شناس افسروں کے ہاتھوں رنج پہنچتا ہے۔ تو وہ اپنے سے بڑوں کے پاس جن کو لیڈر کہا جاتا ہے۔ شکایت کرتے ہیں۔ آجکل لیڈروں کی کئی قسمیں ہیں۔ لیکن اصولی طور پر دو اقسام عام ہیں۔ ایک تو وہ لیڈر جو سیاسی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ اور ان کو گورنمنٹ پر کوئی اعتماد نہیں۔ دوسرے وفادار لیڈر ہیں۔ جن میں خطاب یافتہ میونسپل کمشنر ہر قسم کے درباری اور رؤسا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ فرقہ عام طور پر سرکار پرست خیال کیا جاتا ہے۔

مظلوموں اور رنجیدہ لوگوں کو سیاسی لیڈر تو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ اور اگر کہیں کوئی ایسی مثال موجود ہے تو اس میں بھی ضرور کوئی نہ کوئی ان کا بالواسطہ یا بلا واسطہ مفاد مضمر ہوگا۔ اب رہا سرکار پرست طبقہ۔ یہ لوگ عموماً اتنے کم علم اور نااہل ہوتے ہیں۔ جن سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی بڑے انگریز حاکم مجاز کے پاس جا کر گول مول بات کر آئیں لیکن پورے طور پر اس طبقے کے تمام لوگ پبلک کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگوں کے عام معلومات وسیع نہیں ہوتے۔ واقعات حاضرہ پر ان کو کوئی دسترس نہیں ہوتی۔ حالات زمانہ سے وہ بے خبر ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے دہندوں میں اسقدر محو ہوتے ہیں۔ کہ ان کو غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات اور تکالیف کا علم نہیں ہو سکتا۔ تو پھر وہ کس طرح اعلیٰ حکام تک مناسب طریقے سے صحیح صحیح حالات پہنچا سکتے ہیں۔ جن کا ازالہ از بس لابدی ہے۔ اور جس کے بغیر عام رعایا مطمئن نہیں ہو سکتی۔

پرانے دستور کے مطابق ذمہ دار اعلیٰ حکام نے رعایا کے لوگوں کو وقتاً فوقتاً ملنے کا رواج جاری کر رکھا ہے۔ تاکہ ان کو اپنی رعایا کا علم ہوتا رہے۔ اور وہ اس کے انسداد کی کوشش کر سکیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن بعضے وفادار لیڈر اپنی بے بضاعتی علم اور معلومات کے باعث بجائے فائدے کے گورنمنٹ اور رعایا کے حق میں زہر قاتل ثابت ہوتے ہیں۔ ورنہ یہ بات ناممکن ہے۔ کہ صفائی اور راست گوئی سے اصلاح کی نیت سے ایک بات گورنمنٹ کے گوش گذار کی جائے اور وہ اس پر توجہ نہ کرے۔

حکومت کا وفادار ہونا ایک قدرتی اور مذہبی جذبہ ہے۔ لیکن نااہل وفادار کبھی قابل ستایش نہیں۔ گورنمنٹ کا حقیقی وفادار وہ ہے۔ جو دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھے۔

افسروں سے ملاقات کرنا۔ زبانی وفاداری کے گیت گانا ذاتی بغض و عناد کے باعث ایک دوسرے کی چغلیاں کرنا۔ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر سچائی کو ترک کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ اپنا حلقہ اثر وسیع ثابت کرنے کے لئے حکام کو غلط باتیں سنانا کہ ان کو لازمی اور ضروری احتیاط عمل میں لانے سے روکنا ایسے نااہل وفاداروں کا وطیرہ ہے۔ جو بڑی حد تک موجودہ شورش کے ذمہ دار قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ اور ایسے ہی وفاداروں کی طرف ہمارا روئے سخن ہے۔ جن کے اثر سے گورنمنٹ کو بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔

(انکشاف)

کیا لطف جو غیرہ کھولے

جنرل سر ادمور کریو کی کتاب انڈین سٹڈیز سے مندرجہ ذیل اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ جو پردہ کے متعلق ایک بڑی غلط فہمی کا دفعیہ کرتا ہے۔ اور ایک الزام کی تردید کرتا ہے۔ نہ پیغمبر محمدؐ اور نہ قرآن ہی عورتوں کے پردہ کے ذمہ دار ہیں۔ جو آج عرب میں بھی صرف شہروں ہی میں رائج ہے بدوی عورتیں برقعہ نہیں اوڑھتیں۔ عورتوں کی علیحدگی اسلام میں صرف حضرت عمرؓ کے عہد میں داخل کی گئی تھی۔ جو پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دوسرے خلیفہ تھے۔ ہندوستان میں پردہ کی رسم تین سو سال قبل مسیح مروج تھی۔ لیکن ایک جماعت کے ہندو اپنے انگریز دوستوں کو بتلایا کرتے ہیں کہ ہندوستان میں عورتوں کا پردہ صرف مسلمانوں نے داخل کیا تھا۔ جو بالکل غلط ہے۔"

ہندو اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ مسلمان فاتحین ہندوستان ظلم و جبر سے ہندوؤں کی نوجوان لڑکیاں اور عورتیں چھین لیا کرتے تھے۔ اس لئے ہندوؤں نے مجبوراً اپنی لڑکیوں کو نہایت کم عمری میں بیاہ دینے کی رسم جاری کر دی جو موجودہ بچپن کی شادی کی وجہ قرار دیجاتی ہے۔ حالانکہ ایک سنسکرت دان مسلمان عالم نے سیتا جی کی شادی کی مثال سے بتلایا ہے۔ کہ ان کی شادی رامچندر جی سے کتنی چھوٹی عمر میں کر دی گئی تھی۔ اور اس وقت اسلام پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ اب جنرل مراد مورکریو کا خدا بھلا کرے جو انہوں نے ایک ایسی مشہور غلط فہمی کے دفعیہ اور مسلمانوں کے سر سے یہ غلط الزام دور کرنے کی جرأت کی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں پردہ قدیم زمانوں میں بھی رہا ہے۔ اور کبھی کبھی ہٹتا بھی رہا ہے۔ دوسری طرف جیسا پردہ آجکل مسلمانوں میں مروج ہے۔ اس کی اسلام نے تعلیم نہیں دی۔ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زن و مرد کے مخلوط ہونے کے اندیشہ سے مساجد میں عورتوں کا آنا بند کر دیا گیا تھا۔ مگر عورتوں کو حضور صلعم کی عدالت میں اور دیگر قومی میلوں اور موقعہ پر جانے کی اجازت تھی۔ اور میدان جنگ میں زخمیوں کے پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ عورتیں بے پردہ جایا کرتی تھیں۔ مسلمانوں میں ایسے سخت پردہ کی اجازت نہیں ہے۔ جو ملوکیت سے پیدا ہوا۔ بلکہ شرعی پردہ اور غلط احساس کی ممانعت ہے۔ جس کو اس وقت تک شرفائے یورپ بھی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور فرانس میں راقم الحروف نے دیکھا ہے۔ کہ نوجوان لڑکیاں بازاروں میں اکیلی نہیں جاسکتیں۔ جب تک ان کے ساتھ گھر کی کوئی بڑی بوڑھی عورت یا مرد نہ ہو۔ فرانسیسی زبان میں اس کو شیپرون کہتے ہیں۔ جو لفظ انگریزی زبان میں بھی انہیں معنوں میں فرانسیسی سے لیا گیا ہے۔

اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہوشیار انگریز سمجھنے لگے ہیں۔ کہ مسلمانوں پر جو ہندو الزام لگاتے ہیں۔ یہ محض مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ اور وہ ہندوؤں کی اس کمزوری سے واقف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ مسٹر مورکریو نے صاف صاف لکھا ہے۔ اور امریکہ کی مس کیتھرائن میو نے ہندوؤں کی باتوں میں اتنی گہری واقفیت حاصل کی ہے۔ کہ ان میں سے بعض باتوں سے یہاں کے ہمیشہ کے رہنے والے مسلمان بھی واقف نہ تھے۔

مولینا محمد علی اور سیاست

مولینا محمد علی صاحب کی نسبت آج کل اخبارات میں طرح طرح کی باتیں لکھی جارہی ہیں۔ دراصل وہ خود ہی اپنی نسبت نہایت مایوسی میں آکر ایسی باتیں لکھ رہے ہیں۔ کہ میرے اخبار کی حالت خراب ہے۔ اور لوگ اس کی کچھ قدردانی نہیں کرتے۔ میں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ خدمت ملک اور قوم میں صرف کر دیا۔ لیکن اب زمانہ پیری میں میرے سر پر بہت سا قرضہ ہو گیا ہے۔ اور آئندہ لوگ اخبار کی خریداری بھی جیسی چاہیئے نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ان حالات میں ملکی خدمات سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ یہ کیسا افسوسناک منظر ہے کہ اب وہ اپنی عمر بھر کے کام یعنے سیاسیات سے کہ جس میں انہیں انتہا درجہ کی عزت بھی حاصل ہوئی۔ خود ریٹائر ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن کھڑے ہونے کے لئے کوئی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

مولنا محمد علی کی لیاقت اور خدمت کی وجہ سے ہمارے دل میں ان کی بڑی عزت ہے۔ ہمیں اہل ملک کی ناقدردانی پر سخت افسوس ہے۔ کہ ایک ایسے قابل شخص کی خدمات کی کچھ بھی قدر نہ کی گئی۔ اور انکے اخبار کی اتنی بھی مدد نہیں کی گئی کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے۔

(پیسہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھارت ماتا
کا
آٹھواں باب

گذشتہ سے پیوستہ ..

(*)

مس میو مدر انڈیا میں اکثر ہندو گھرانوں کا حال بیان کرتی ہیں۔ کہ یہ ناانصافی ہوگی۔ کہ باوجود اس کے سارے ہیبتناک افعال کے صرف دائی کو ہی قصوروار قرار دیا جائے۔ ہر ایک کام جو کرتی ہے۔ اس کے پیشہ کی قدیم اور مستند روایات پر مبنی ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر اس نے کچھ بھی چھوڑ دیا یا تبدیل کر دیا، تو اس کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ کیونکہ جن گھرانوں کی وہ خدمت گذار ہے ان کی بوڑھی عورتیں اس کی نالائقی پر اسے کوسیں گی۔ اور ایک دوسری دائی جو تمام معتقدات کی زیادہ پابند ہو بلا لی جائیگی۔

وہ جنائی کے وقت سے لے کر کم و بیش دس دن تک مصروف خدمت رہتی ہے۔ اور اس سارے عرصہ میں کوئی آدمی بھی زچہ کے پاس اس کے ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں جاتا۔ اس دوران میں وہ دائی ہی مریضہ اور بچہ کے لئے سب کچھ کرتی ہے۔ اور اس کی خدمات کے اختتام پر اس سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس پلید اور غلیظ کوٹھڑی کو صاف کرے۔ اور اس کی دیواروں اور فرش پر گائے کے گوبر کی لپائی کر دیوے۔

دائی کا حق الخدمت

اس کی اجرت نوزائیدہ بچے کے لڑکی یا لڑکا ہونے پر منحصر ہے۔ اور یہ مختلف ہوتی ہے۔ اگر لڑکا ہو تو ایک امیر آدمی اس کی تمام خدمت کے بدلے پندرہ روپیہ تک دے دیتا ہے۔ معمولی حیثیت کے آدمیوں کی طرف سے عام طور پر لڑکا ہونے پر ایک روپیہ اور لڑکی ہونے پر آٹھ آنے دیئے جاتے ہیں۔ اور غریب آدمی دائی کو اس کے پندرہ روزہ کام کا معاوضہ لڑکا ہونے پر چار یا پانچ آنے اور لڑکی ہونے پر دو یا تین آنے دیتے ہیں۔ وہ خود اس قدر غریب ہوتی ہے۔ کہ اپنے گذارہ کی کوئی سبیل نہ ہونے کے باعث ایک صابون کی ٹکیہ یا موٹا کپڑا تک خرید نہیں سکتی۔ اور کوئی دوسرا بھی اسے یہ اشیاء بہم نہیں پہنچاتا۔ اور یہ تباہ کاری ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

ہندوستان کے کئی حصوں میں زچہ اور بچہ کی نگہداشت کے لئے انگریزوں کے خیراتی چندوں سے بہت سے آشرم قائم ہیں۔ اور ان میں علاوہ دیگر کام کے دائیوں کو بھی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ لیکن یہ کام بہت مشکل ہے۔ دائیاں ہمیشہ یہ اعتراض کرتی ہیں۔ کہ ان کو کسی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ اور اس معاملہ میں ان کے مریض بھی ان کی تائید کرتے ہیں۔ ایک زنانہ ڈاکٹر نے مجھے بوڑھی بدشکل اور اپاہج دائیوں کی ایک جماعت دکھاتے وقت بتایا۔ کہ:۔

ہم ان عورتوں کو اس چندہ سے جو انگلستان سے بھیجا جاتا ہے۔ تنخواہ دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی تنخواہ اس لئے مقرر کی ہوئی ہے۔ کہ وہ دائی کا کام نہ کریں۔ یہ چھوٹی سی رقم ان کے قوت لایموت کے قائم رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ ایسی بوڑھی بیوقوف اور عام طور پر اس قدر ناکارہ ہوتی ہیں۔ کہ کچھ بھی سیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اور جب ہم ان سے بمنت کہتی ہیں کہ آپ دائی جنائی کا کام چھوڑ دیں۔ کیونکہ لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو وہ جواب دیتی ہیں کہ ہم اپنا گذارہ کیونکر کریں؟ ہماری گذران کا یہی تو ایک ذریعہ ہے اور یہ ہے بھی درست۔

ایسے چندہ سے تنخواہ پانیوالی حفظانِ صحت کے ایک معلم کے ساتھ شمال میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اور وہ جب کہ میرے علم میں آیا۔ تو تازہ ہی تھا۔ اس نظارے کا لطف اٹھانے کے لئے آپ ایک ایسی خوبصورت، نوجوان اور معلمہ کا تصور ذہن میں لائیں۔ جو ہر وقت بنی ٹھنی رہتی تھی۔ وہ لاہور کی دائیوں کو تعلیم دیتی تھی۔ اور جب کسی موقعہ پر اسے مشورہ کے لئے طلب کیا جاتا۔ تو اپنی جماعت کی عورتوں کو بھی ساتھ لے جایا کرتی تھی۔

ایک دفعہ ۱۹۲۶ء کے موسم سرما میں صبح کے تین بجے اس کی جماعت کی ایک عورت اُسے بلانے آئی۔ اس پر وہ ایک اچھوت کے گھر پہنچی۔ وہ مٹی کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ جو کہ اندر سے کوئی آٹھ دس فٹ چوڑی ہوگی۔ اس کوٹھڑی میں دس اشخاص تھے۔ یعنی ایک کنبے کی تین نسلیں۔ اور سوائے مریضہ کے سب سوئے ہوئے تھے۔ نیز ایک بھیڑ۔ دو بکریاں۔ چند مرغیاں کے جوزے اور ایک گائے بھی تھی کیونکہ مالک مکان کو اپنے پڑوسیوں پر بھروسہ نہیں تھا۔ وہاں ایک مٹی کے دیئے کی بتی کے سوا روشنی کا اور کوئی سامان نہ تھا۔ اور باہر جی گرمی کا بھی کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سوائے انسانوں اور حیوانوں کے جسموں کی گرمی کے۔ دروازے کے سوا اور کوئی بھی سوراخ نہ تھا۔ اور اسے بھی بند رکھا ہوا تھا۔ کمرے کے عقب میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ جس میں چار عدد چارپائیاں ایک دوسرے کے اوپر بچھی ہوئی تھیں۔ ان پر گھر کے لوگ سو رہے تھے۔ اور زمین سے تیسری چارپائی پر حاملہ دردِ زہ میں مبتلا پڑی تھی۔

دادی نے نیند ہی میں یہ کہکر کہ دائی تو باہر چلی گئی ہے۔ دیوار کی طرف کروٹ بدل لی۔

اس وقت دیر کرنا خطرناک تھا۔ دائی کے تلاش کرنے کا بھی وقت نہ تھا۔ خوش قسمتی سے گائے چارپائی کے پاس آرام سے لیٹی ہوئی سو رہی تھی۔ اور ہماری نوجوان بھرتلی انگریز عورت اس غریب طبع گائے کی پیٹھ پر چڑھ گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ اس مقام سے ننھے ہندوؤں کا ایک جوڑا یعنی لڑکا اور لڑکی نہایت کامیابی سے نکال کر اس دنیا میں لے آئی۔

جونہی کہ یہ کام ختم ہوا۔ دائی غصے میں بھری ہوئی اندر آئی۔ وہ باہر صحن میں اس جننے والی عورت کے خاوند کے ساتھ اجرت کے متعلق تکرار اور جھگڑا کر رہی تھی۔ کیونکہ پیشگی اُجرت لئے بغیر کوئی ہوشیار دائی آنول نہ کاٹے گی۔

اور یہ عام معمول ہے۔

ہندوستانی شرفاء کی ایک جماعت نے اس تمام معاملہ پر غور کرتے وقت بیان کیا۔ کہ بلاشبہ ہماری ہندوستانی دائیوں کا رویہ ہمارے اپنے اعلیٰ طبقہ میں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ آج کل رائج ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن بھی ہے۔ کہ اس کام کی بجاآوری کے لئے کافی تعداد میں ہم کو انگریز عورتیں مل سکیں گی؟

معدودے چند نوجوان بیویاں تو جدید طبی امداد کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نظر آئیں گی۔ لیکن گھر کی بڑی عورتیں ہی ایسی ہیں۔ جن کی طرف سے جان بوجھ کر شدید مخالفت کی جاتی ہے۔

پنجاب کے ڈاکٹر اگنس سی سکاٹ۔ ایم۔ بی بی۔ ایس ان بہت سی معزز طبیب عورتوں میں سے ہے۔ جنہوں نے ہندوستان کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہوئی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک تعلیمیافتہ مرد کی خواہش تو یہ ہے۔ کہ کوئی بہتر تربیت یافتہ عورت ایسے موقعہ پر اس کی بیوی کی نگہبانی کرے۔ لیکن وہ ان بڑی عورتوں کی جہالت اور تعصب کے مقابلہ میں بے بس ہے۔ جو کہ دراصل گھر کی حکمران ہوتی ہیں۔

اسی امر کے متعلق ڈاکٹر کے۔ او۔ وان یہ کہتی ہے۔ کہ:۔

خود عورتیں ہی اپنی سب سے بڑی دشمن ہیں اگر کوئی شخص تعلیم و تربیت کا ایسا طریقہ اختیار کرے۔ جس سے کہ دادیوں۔ پردادیوں مگر دادیوں کو ایسی غلیظ بازاری دائیاں اس کام پر لگانے سے روکا جائے۔ تو وہ ہندوستانی قوم کی بہت خدمت کرے گا۔ میری رائے میں ایسا ہونا بالکل ناممکن ہے۔

ایک اور طبیب عورت لکھتی ہے۔ کہ:۔

عام طور پر ساس یا کوئی اور ایسی بوڑھی عورت جنائی وزچگی کے وقت نگران حال ہوتی ہے۔ جو کہ قدیم رواج کی پابند ہوتی ہے۔ اور نہایت سختی سے اس کی پیروی کرتی ہے۔ یہ رسم ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ کہ وضع حمل کا کل کام گھرانے کی بڑی عورتوں کے سپرد ہوتا ہے۔ اور مردوں کو اس میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہوتا۔

(باقی دارد)

درخواست دعا: میں ایک طالبعلم ہوں۔ قانونی تعلیم پا رہا ہوں۔ امتحان وکالت میں شریک رہ کر لگاتار تین سال سے فیل ہوں۔ اب کے نتیجہ کے بعد حسب قواعد امتحان وکلا نظر ثانی کرائی ہے۔ جو عنقریب نتیجہ شائع ہوگا۔ براہ کرم آپ دعائے خاص میں مجھ خستہ حال کو یاد فرما دیں۔ تو خدا تعالیٰ آپ کو ثواب بخشیگا

(احمد حسین سعید احمدی حیدرآباد دکن)

اخبار دارالاسلام پریس قادیان میں میرقاسم علی پرنٹر و پبلشر نے طبع کرا کر دفتر فاروق سے شائع کیا

"انکشاف لاہور"

تھوڑے عرصہ سے یہ اخبار لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر قاضی عنایت علی صاحب ہیں۔ جو نہایت قابلیت سے اخبار کو ایڈٹ کرتے ہیں۔ اخبار میں ہر قسم کے مضمون نرم و گرم حالات حاضرہ پر شائع ہوتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب محنت سے مضامین لکھتے ہیں۔ جو ہر طبیعت کے اخبار بین حضرات کے لئے کافی دلچسپی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لکھائی عمدہ کاغذ عمدہ۔ چھپائی عمدہ تقطیع موزون صفحہ ۱۶ پر ہر ہفتہ کو نکلتا ہے۔ چندہ سالانہ چار روپیہ اور شنشاہی عجا ہے۔ جو بہت ہی مناسب ہے۔ ایسے اخباروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تو یہ ملک اور قوم کیلئے مفید ہو سکتے ہیں۔ انکشاف نے تھوڑے دنوں ہی میں قابل رشک ترقی کی ہے۔ اور ہر لحاظ سے کی ہے۔ امید ہے کہ قدردان مسلمان اس اخبار کی خریداری میں ہر طرح سے تیار ہو کر اسکی اشاعت بڑھانے میں کوئی پہلوتہی نہ کرینگے +

پتہ:۔ دفتر انکشاف بیڈن روڈ لاہور

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی مشہدی پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنے فی گز اور ہر قسم کی مشہدی کناویز عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز عمدہ فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دیجائیگی یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دی جائے گی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا +

پتہ

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور

مشینری زراعتی آلات و ماں آہنی

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین۔ آہنی رہٹ (ہرٹ) نہری اونچے رقبہ اراضی کیلئے جھلاریں زراعتی فارم کے نمونے کے آہنی ہل۔ خراس (بیل چکی) بیلنہ جات۔ چادروں کی مشین (ڈرائس مارز) سیویاں۔ پھینیاں بنانے کی مشین۔ بادام روغن نکالنے کی مشین وغیرہ وغیرہ منگوانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے +

علاوہ ازیں ہر قسم کی ڈھلائی لوہے۔ پیتل وغیرہ کا کام پیٹرن نمونہ آنے پر کرایا جاتا ہے ایک دفعہ آزمائش شرط ہے +

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز

احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب